مجھ کو دے اک فوق عادت اے خدا جوش و تپش		جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اک دیوانہ وار
وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملت کے لئے		شعلے پہنچیں جس کے ہر دم آسماں تک بے شمار

قابل احترام صدر اجلاس اور میرے پیارے بھائیو!

میری تقریر کا عنوان ہے:

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو　　　اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ(التوبة:122)

مومنوں کے لئے ممکن نہیں کہ وہ تمام کے تمام اکٹھے نکل کھڑے ہوں۔ پس ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان کے ہر فرقہ میں سے ایک گروہ نکل کھڑا ہوتا کہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو خبردار کریں جب وہ اُن کی طرف واپس لوٹیں تا کہ شاید وہ ہلاکت سے بچ جائیں۔

مذاہب کی تاریخ پر نگاہ ڈالنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدمت دین ایک ایسا فریضہ ہے کہ جب تک اس کے ماننے والے اُسے ایک سعادت سمجھ کر بجالاتے ہیں اپنی جانیں اس راہ میں فدا کر دیتے ہیں۔ اپنے خون کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ اپنی عزتیں قربان کر دیتے ہیں اپنے اموال لٹاتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں تو ایسے مذاہب زندہ رہتے اور ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور اُن کے ماننے والے غلبہ عظیم پاتے ہیں۔

حضرت محمد عربی ﷺ کے صحابہ کے اندر خدمت دین کا وہ جذبہ موجزن تھا کہ اس کے لئے وہ اپنے گھر بار، اہل وعیال یہاں تک کہ اپنے نفس تک کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اُنہوں نے اپنا تن من دھن سب کچھ اس راہ میں لٹا دیا اور بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ یہی خدمت دین کا جذبہ تھا جس کی وجہ سے انہوں پلک جھپکتے ہی وہ اعلیٰ اور عظیم الشان کامیابیاں پائیں کہ چند سالوں کے اندر اسلام کا پرچم دنیا کے کونے کونے میں لہرانے لگا۔

آنحضرت ﷺ پاک زندگی پر نگاہ دوڑائیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کیسی بے غرضی کے ساتھ خدمت دین کا فریضہ نبھایا۔ کوئی ذاتی فائدہ، کوئی لالچ، کوئی خودغرضی خدمت کو داغدار نہ کرسکی۔ کسی قیمت پر بھی خدمت دین اور خدمت خلق سے ہاتھ نہیں کھینچا۔ دین کی سربلندی کے لئے ہمارے پیارے آقا ﷺ طائف کی طرف کا سفر آپ کی عظیم جدو جہد کی ایک روشن مثال ہے، طائف کے راستوں میں بہنے والا آپ ﷺ مقدس خون، اُحد کی وادی میں آپ کو لگنے والے زخم اور مکہ کی گلیوں میں آپ پر اور آپ کے ماننے والوں پر توڑے جانے والے ظلم دین کی خاطر ہی تو تھے۔ یہ ہے وہ عظیم اُسوہ جو دین کی ترقی اور بقا کے لئے ضروری ہے۔

13 سو سال بعد حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت ہوئی اور آپ نے اس پاک جماعت کی بنیاد رکھی جس میں ہم بھی خوش قسمتی سے شامل ہیں

۔آپؑ کے صحابہ نے بھی خدمت دین کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ قربانیاں پیش کیں وہ ہر طرح سے ستائے گئے، پریشان کئے گئے، اُن کے مال لوٹے گئے، بیوی بچوں کے ذریعہ ابتلا میں ڈالے گئے، جیلوں میں بند کئے گئے، اُن کی جان لینے کے لئے اُن پر حملے کئے گئے اور کئی خوش نصیبوں کو اپنی جان کا نذرانہ بھی اس راہ میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔لیکن انہوں نے خدمت دین کے جذبہ سے سرشار ہو کر کسی بھی تکلیف کی پرواہ نہیں کی اور دیوانہ وار اس راہ میں آگے سے آگے بڑھتے گئے۔خود حضرت مسیح موعودؑ کے خدمت دین کے جذبہ کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے ہیں:

''مجھے اُس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو، اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑوں ابتلا ہو۔'' (انوار الاسلام روحانی خزائن جلد 8)

''میں خود اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اُٹھایا ہے۔یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔۔۔۔اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دُکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رُک نہیں سکتا۔'' (ملفوظات جلد دوم)

جماعت احمدیہ کی ترقی کا اصل اور بڑا سبب حضرت مسیح موعودؑ کا وہ جہاد تھا جو آپؑ اسلام کی خدمت میں دن رات کر رہے تھے۔آپ کی یہ والہانہ خدمت بڑے بڑے دشمنوں کی زبان سے بھی یہ الفاظ نکلواتی تھی کہ یہ شخص اسلام کا بے نظیر فدائی اور اس کا عاشق زار ہے جسے دن رات اسلام کی خدمت کے سوا کوئی خیال نہیں۔کوئی آپ کو اسلام کا فتح نصیب جرنیل قرار دیتا اور کوئی یہ کہہ کر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا کہ واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کا کماحقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

میرے پیارے بھائیو! یہی وہ جذبہ ہے جو فرش سے عرش تک پہنچانے والا جذبہ ہے۔جو قوموں کی کایا پلٹ دینے والا جذبہ ہے جو عظیم الشان انقلاب پیدا کرنے والا جذبہ ہے۔اور یہی وہ جذبہ ہے جو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت اُسی شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہو۔ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مر جاویں'' (الحکم 7 فروری 1936)

پھر فرماتے ہیں:

''میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں

لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کا حاصل کرے کہ کہہ سکے کی میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔‘‘(ملفوظات جلد دوم)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان ارشادات پر عمل کرنے اور دین کا سچا خادم بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین